از عدالتِ عظمیٰ[۱]

اکھل بھارت گوسیوا سنگھ وغیرہ

بنام

سٹیٹ آف آندھرا پردیش و دیگران

تاریخ فیصلہ: 12 مارچ 1997

[بی پی جیون ریڈی اور سوہاس سی سین، جسٹس صاحبان]

آندھرا پردیش ممنوعہ گائے ذبح اور جانوروں کے تحفظ کا قانون، 1977-برآمدات کے فروغ کی اسکیم--گوشت اور گائے کے گوشت سمیت زرعی مصنوعات-میسرز ال کبیر سلاٹر ہاؤس کا منصوبہ -بھینس کی آبادی سمیت مویشیوں کی آبادی میں کمی کا اثر۔

مرکزی حکومت نے اس عدالت کے ذریعے منظور کردہ ایک حکم نامے کے مطابق ایک بین وزارتی کمیٹی تشکیل دی جس میں مرکزی حکومت سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ہوا اور پانی کی آلودگی کے حوالے سے آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ کے اپنے فیصلے کے مطابق تمام متعلقہ پہلوؤں پر غور کرے۔ کمیٹی نے کرشنن کمیٹی، انوائرمنٹل آڈٹ رپورٹ کے ساتھ ساتھ انوائرمنٹل مینجمنٹ فرم رپورٹ کے ساتھ ساتھ کمپنی کے تیار کردہ انوائرمنٹل مینجمنٹ پلان کی سفارشات اور تجاویز کو قبول کیا۔ تاہم، یہ اطلاع دی گئی تھی کہ کرشنن کمیٹی کا صحیح سائنسی تجزیے اور مناسب استدلال پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے میسرز ال کبیر کے ذبح خانے کے قیام کی وجہ سے مویشیوں کی کمی کے بارے میں مفروضہ اور خدشات قابل قبول نہیں تھے کیونکہ مویشیوں میں میسرز ال کبیر کا منصوبہ صرف غیر پیداواری بھینسوں کا استعمال کرنا تھا نہ کہ گائے اور اس کی اولاد کا اور یہ کہ آندھرا پردیش میں اس ذبح خانے اور دیگر ذبح خانوں میں استعمال کے لیے غیر پیداواری بھینسوں کی کافی تعداد دستیاب تھی اور ہوگی۔ کہ کمیٹی کی ریاستی حکومت کی تجویز کہ وہ میس کو اپنے قبضے میں لے لے۔ گھریلو ضرورت کے لیے گوشت کی فراہمی کے لیے میسرز الکبیر ذبح خانہ میسرز الکبیر کے ذریعے ذبح خانے کے قیام کی اجازت دینے کے مقصد کے ساتھ ساتھ گوشت اور گوشت کی مصنوعات کی برآمد میں اضافے کے لیے حکومت ہند کے پروگرام کے منافی ہے کیونکہ ریاست میں موجودہ ذبح خانوں کو

جدید بنانے کی ضرورت ہے جس کے لیے ریاستی حکومت الگ سے مناسب اقدامات کر سکتی ہے؛ کہ کرشنن کمیٹی کی تجویز، جو ذبح خانے کی 50 فیصد ضرورت اجلاس کرنے کے لیے مویشیوں کو کھانا کھلانے کے لیے موثر پروگرام چلا رہی ہے، قابل عمل نہیں ہے اور قابل قبول نہیں ہے اور اس لیے کمپنی کو قونصل خانے میں ایک منصوبہ تیار کرنا چاہیے۔ ریاستی حکومت کے ساتھ مل کر اور امور حیوانات کے بہتر طریقوں کو فروغ دینے کے لیے ریاستی حکومت کے ساتھ مل کر اس پر عمل درآمد شروع کریں۔

اپیل گزاروں نے متعدد عذراتات دائر کیے جس میں کہا گیا کہ ڈائریکٹوریٹ آف اکنامکس اینڈ سٹیٹسٹکس، حکومت آندھرا پردیش کی طرف سے تیار کردہ 15 ویں سو سالہ مویشیوں کی مردم شماری 1993 پر دی گئی رپورٹ میں انحصار گمراہ کن ہے کیونکہ اس رپورٹ میں ستمبر-اکتوبر 1993 تک کی صورتحال کی عکاسی ہوتی ہے جب الکبیر نے صرف اپریل 1993 میں اپنا کام شروع کیا تھا اور اگر الکبیر کی ضرورت کو مدنظر رکھا جائے جو کہ سالانہ 1.8 لاکھ بھینسوں کی ہے، تو تلنگانہ کے علاقے تلنگانہ میں الکبیر کے کام کرنے کے نتیجے میں بھینسوں کی آبادی میں خاطر خواہ کمی واقع ہوگی۔ آندھرا پردیش اور عام طور پر دیگر ملحقہ علاقوں اور یہ کہ 1987 سے 1993 کے مردم شماری کے اعداد و شمار اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ایک درست بنیاد نہیں بن سکے کہ اپریل 1993 کے بعد سے تلنگانہ کے علاقے سے بھینسوں کی غیر مستحکم قرعہ اندازی کا مویشیوں کی دولت پر منفی اثر نہیں پڑے گا۔

مدعاعلیہ نے پیش کیا کہ اس پروجیکٹ کو حکومت ہند کی ایکسپورٹ پروموشن اسکیم کے حصے کے طور پر منظوری اور فروغ دیا گیا تھا اور پارلیمنٹ نے زرعی پروسیسنگ ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1986 نافذ کیا تھا تاکہ گائے کا گوشت اور گوشت سمیت زرعی مصنوعات کی برآمدات کو فروغ دیا جا سکے اور اس یونٹ کے قیام کی اجازت دینے سے پہلے ماحولیاتی اور دیگر تمام پہلوؤں کو پوری طرح سے مدنظر رکھا گیا ہے اور حکومت آندھرا پردیش کرشنن کمیٹی کی رپورٹ پر قائم ہے، جو حکومت ہند کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ کے مواد اور نتائج کی مخالفت کرتی ہے۔

معاملے کو نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1. الکبیر نے صرف اپریل 1993 میں کام کرنا شروع کیا اور اس کے کام کاج کے اثرات اور اثرات تب ہی معلوم ہوں گے جب الکبیر کے کام کرنا شروع کرنے کے بعد ایک یا دو سال کے عرصے میں بھینس کی آبادی کی دستیابی اور/یا کمی کے اعداد و شمار کا مطالعہ کیا جائے۔ صرف یہ ظاہر کرنا کہ 1987 اور 1993 کے درمیان بھینسوں کی آبادی میں معمولی اضافہ ہوا تھا، نہ تو یہاں

ہے اور نہ ہی وہاں۔ اگر چہ یہ فرض کیا جائے کہ 1993 کے اعداد و شمار ستمبر - اکتوبر 1993 تک کے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہیں، لیکن الکبیر کے کام کرنے میں صرف چھ ماہ لگیں گے۔ الکبیر کے مویشیوں کی کمی پر کام کرنے کے مناسب اثرات، اگر کوئی ہوں، تب ہی معلوم ہوں گے جب کوئی تلنگانہ کے علاقے میں یا ضلع میدک (جہاں مذکورہ یونٹ واقع ہے) سے متصل علاقوں میں مویشیوں کی مردم شماری کے اعداد و شمار پر غور کرے، جیسا کہ معاملہ ہو، الکبیر کے کم از کم دو سال کام کرنے کے بعد۔ اپریل 1995 کے بعد حاصل ہونے والی حیثیت ہی صحیح تصویر دے گی۔

1.2. اپیل گزاروں کی یہ دلیل کہ حکومت ہند کی رپورٹ حکومت آندھرا پردیش کے اس وقت کے امور حیوانات ڈائریکٹر سری یوگی ریڈی کی رپورٹ سے کافی حد تک متاثر ہے، جس کی رپورٹ کو حکومت آندھرا پردیش کے خصوصی سکریٹری نے "غیر مجاز" قرار دیا ہے اور اس طرح حکومت نے اسے مسترد کر دیا ہے، کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں تک کہ حکومت ہند کی رپورٹ کے مطابق، الکبیر کی ضرورت ہر سال 1.5 سے 2.0 لاکھ بھینسوں کی ہوتی ہے، جو کہ کوئی غیر معمولی تعداد نہیں ہے۔ برآمد کے لیے درکار گائے کے گوشت کے معیار اور معیار اور آندھرا پردیش پروہیبیشن آف گاؤ سلاٹر اینڈ اینیمل پریزرویشن ایکٹ، 1977 کی توضیعات اور اس عدالت کے فیصلوں کے اثر کے درمیان موروثی تضاد ہے، جو صرف بوڑھی اور کمزور بھینسوں کو ذبح کرنے کے لیے چھوڑتے ہیں۔ حکومت ہند سے مطالبہ کیا جانا چاہیے کہ وہ الکبیر کی طرف سے عمل شروع ہونے کے دو سال بعد آندھرا پردیش کے تلنگانہ کے علاقے اور الکبیر سے ملحقہ علاقوں کی بھینسوں کی آبادی پر الکبیر کے کام کرنے کے اثرات اور اثرات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک نئی رپورٹ بھیجے۔ اس عدالت کے لیے اب پیش کی گئی رپورٹ کی بنیاد پر کوئی حتمی حکم جاری کرنا ممکن نہیں ہے، جو 1987 سے 1993 کی مدت کے لیے بھینسوں کی آبادی سمیت مویشیوں کی آبادی کے اعداد و شمار / مردم شماری کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ مرکزی حکومت چھ ماہ کے اندر ایک نئی رپورٹ پیش کرے گی۔ یکم اپریل 1997 سے الکبیر صرف نصف نصب شدہ صلاحیت پر کام کرے گا نہ کہ اپنی مکمل نصب شدہ صلاحیت پر۔ حکومت ہند، ریاستی حکومت اور آندھرا پردیش آلودگی کنٹرول بورڈ اس ہدایت کی تعمیل کو یقینی بنائیں گے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3968، سال 1994 وغیرہ۔

ڈبلیو پی نمبر 10454، سال 1993 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے 6.4.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

ڈاکٹر اے ایم سنگھوی، یو این بھچوت، گوپال سبرامنیم، جی ایل۔ سنگھی، این این گوسوامی بی ایس بنتھیا، پی کے بنسل، پی کے جوشی، جسراج شریشریمل، آر سنتھان کرشنن، ہرمیندر موہن سنگھ، ایس کے مہتا، دھرومہتا، فضل انم ٹی انیل کمار، نکھل نیئر، ٹی وی ایس نرسمہاچاری، مس بنو تمٹا، ایس این ترڈول اور سی وی سبّاراؤ حاضر فریقین کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ بی پی جیون ریڈی، جسٹس نے سنایا۔

یہ حکم 25 اکتوبر 1994 کے ہمارے حکم کے تسلسل میں پڑھا جاسکتا ہے۔ مذکورہ حکم کے ذریعے، ہم نے مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ وہ آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ کی طرف سے 16 نومبر 1991 کے اپنے فیصلے میں دی گئی ہدایت کے مطابق تمام متعلقہ پہلوؤں پر غور کرے اور وجوہات کے ساتھ اپنی رائے درج کرے۔ مذکورہ ریکارڈ کو مزید احکامات کی منظوری کے لیے غور کے لیے اس عدالت کے سامنے رکھنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ مرکزی حکومت نے فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز کی وزارت کے جوائنٹ سکریٹری سری سی کے باسو کی سربراہی میں ایک بین وزارتی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ کمیٹی تین دیگر اراکین پر مشتمل تھی، یعنی۔ شری شیام لال، ڈائریکٹر، وزارت ماحولیات اور جنگلات، سری نکونڈیا، جوائنٹ کمشنر، امور حیوانات اور ڈیری، وزارت زراعت اور ڈاکٹر جی ایس سنگھ، ڈپٹی کمشنر، وزارت فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز۔ مذکورہ کمیٹی نے ایک رپورٹ، پیراگراف 11 پیش کی ہے جس میں اس کے نتائج کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"11. نتائج۔

مذکورہ بالا مباحثوں کی روشنی میں کمیٹی کی رائے ہے کہ:

(i) ہوا اور پانی کی آلودگی کے حوالے سے کرشنن کمیٹی کی طرف سے دی گئی تجاویز اور سفارشات کے ساتھ ساتھ اس میں موجود ماہرین کی رائے اچھی اور قابل قبول ہے۔ ماحولیات اور جنگلات کی وزارت میں حکومت ہند پہلے ہی اسے قبول کر چکی ہے اور اس پر عمل درآمد کے لیے اقدامات پہلے ہی کیے جا چکے ہیں۔ ماحولیاتی آڈٹ رپورٹ کے ساتھ ساتھ کمپنی کی تیار کردہ ماحولیاتی انتظامی منصوبہ بھی قابل قبول ہے۔ تاہم، ہوا اور پانی کی آلودگی کی باقاعدہ نگرانی خود کمپنی کے ذریعے جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ آندھرا پردیش ریاستی آلودگی کنٹرول بورڈ کے ذریعے وقتاً فوقتاً جانچ کی ضرورت ہے۔

(ii) میسرز ال کبیر کے ذبح خانے کے قیام کی وجہ سے مویشیوں کی کمی کے بارے میں کرشنن کمیٹی کے مفروضے اور خدشات درست سائنسی تجزیے اور مناسب استدلال پر مبنی نہیں ہیں، اور اس لیے قابل قبول نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا پیراس کے حقائق اور تجزیے سے یہ واضح ہے کہ مویشیوں میں میسرز آل کبیر کا منصوبہ صرف غیر پیداواری بھینسوں کا استعمال کرنا ہے نہ کہ گائے اور اس کی نسل کا۔ در حقیقت، آندھرا پردیش میں اس ذبح خانے اور دیگر ذبح خانوں میں استعمال کے لیے غیر پیداواری بھینسوں کی کافی تعداد موجود ہے اور دستیاب ہو گی۔

(iii) کرشنن کمیٹی کی ریاستی حکومت کو گھریلو ضروریات کے لیے گوشت کی فراہمی کے لیے میسرز الکبیر ذبح خانے کو اپنے قبضے میں لینے کی تجویز میسرز الکبیر کے ذریعے ذبح خانے کے قیام کی اجازت دینے کے مقصد کے ساتھ ساتھ گوشت اور گوشت کی مصنوعات کی برآمد میں اضافے کے لیے حکومت ہند کے پروگرام کے منافی ہے۔ تاہم ریاست میں موجودہ ذبح خانوں کو جدید بنانے کی ضرورت ہے جس کے لیے ریاستی حکومت الگ سے مناسب اقدامات کر سکتی ہے۔

(iv) کمپنی کی کرشنن کمیٹی کی تجویز جو ذبح خانے کی 50 فیصد ضرورت اجلاس کرنے کے لیے مویشیوں کو کھانا کھلانے کے لیے موثر پروگرام چلا رہی ہے، قابل عمل نہیں ہے اور اس لیے قابل قبول نہیں ہے۔ تاہم، لائسنس کی شرائط کے مطابق، کمپنی کو ریاستی حکومت کے ساتھ مشاورت سے ایک منصوبہ تیار کرنا چاہیے اور امور حیوانات کے بہتر طریقوں کو فروغ دینے کے لیے ریاستی حکومت کے ساتھ مل کر اس پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔

اپیل گزاروں نے مذکورہ رپورٹ پر متعدد عذراتات دائر کیے ہیں۔ ہم مختصر طور پر اہم اعتراضات پر غور کریں گے:

(i) رپورٹ کے پیراگراف 10.11 میں، ڈائریکٹوریٹ آف اکنامکس اینڈ سٹیٹسٹکس، حکومت آندھرا پردیش (رپورٹ کا ضمیمہ VI) کے ذریعے تیار کردہ 15 ویں سہ ماہی مویشیوں کی مردم شماری 1993 پر انحصار رکھا گیا ہے۔ (مرکزی حکومت کے ماہر وکیل کے مطابق، مذکورہ رپورٹ ستمبر-اکتوبر 1993 تک کے موقف کی عکاسی کرتی ہے۔) رپورٹ کے مطابق 1987 اور 1993 کے درمیان بھینسوں کی آبادی میں 4.28 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، بھینسوں کی آبادی 87.57 لاکھ سے بڑھ کر 91.32 لاکھ ہو گئی ہے۔ اس طرح یہ اضافہ تقریباً 0.7 فیصد سالانہ ہے۔ یہ اعداد و شمار گمراہ کن ہیں کیونکہ الکبیر نے اپنا کام صرف اپریل 1993 میں شروع کیا تھا اور الکبیر کی

سالانہ ضرورت 1.8 لاکھ بھینسوں کی ہے۔ اگر الکبیر کی ضرورت کو مد نظر رکھا جائے تو الکبیر کے کام کرنے کے نتیجے میں بھینسوں کی آبادی میں کافی کمی آئے گی۔

(ii) مذکورہ مردم شماری کی رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ 1987 اور 1993 کے درمیان تین سال سے زیادہ عرصے کے نر بھینسوں کی آبادی میں 29 فیصد کی کمی ہوئی ہے حالانکہ خواتین بھینسوں میں سات سے بارہ فیصد کا بڑھتا ہوا رجحان دیکھا گیا ہے۔ تین سالوں میں نر بھینسوں کی آبادی میں بھی چوبیس فیصد سے چوالیس فیصد تک کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ صرف دودھ میں بھینسوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ الکبیر کی بھینسوں کی سالانہ کھپت کے ساتھ مل کر لیے گئے مندرجہ بالا اعداد و شمار یہ ثابت کریں گے کہ الکبیر کا کام کرنا خاص طور پر آندھرا پردیش کے تلنگانہ علاقے اور ریاست آندھرا پردیش اور عام طور پر دیگر ملحقہ علاقوں میں بھینسوں کی آبادی میں سنگین کمی کا سبب بنے گا۔ اس کے علاوہ، وہ تمام حقائق اور اعداد و شمار جو مذکورہ رپورٹ کی بنیاد بناتے ہیں وہ 1993 میں لیے گئے حقائق اور اعداد و شمار ہیں۔ یہ صحیح صورتحال کی نمائندگی نہیں کرتے اور نہ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ الکبیر نے صرف اپریل 1993 میں کام کرنا شروع کیا تھا۔ صرف اس صورت میں جب کوئی 1994 اور / یا اس کے بعد کے سالوں سے متعلق حقائق اور اعداد و شمار کا مطالعہ کرے، تو وہ متعلقہ علاقے کی مویشیوں کی دولت پر الکبیر کے کام کے اثرات کا اندازہ لگا سکے گا۔

(iii) رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ اپریل 1993 اور دسمبر 1994 کے درمیان الکبیر کے لیے مطلوبہ جانوروں کی 29.3٪ دوسری ریاستوں سے خریدی گئی ہے جبکہ 40.2٪ تلنگانہ کے علاقے سے 12.3٪ خریدی گئی ہے۔ رائلسیما کے علاقے سے اور 7.13٪ آندھرا پردیش کے ساحلی علاقوں سے۔ اس کے ساتھ ہی کمیٹی کا کہنا ہے کہ چونکہ 1987 اور 1993 کے درمیان تلنگانہ کے علاقے میں بھینسوں کی مجموعی آبادی (جس میں دودھ بھی شامل ہے) میں گیارہ فیصد کا اضافہ ہوا ہے، مویشیوں کی دولت میں کمی کا خدشہ قابل قبول نہیں ہے۔ رپورٹ میں کچھ تضادات کے علاوہ، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ 1987 سے 1993 کے مردم شماری کے اعداد و شمار اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کس طرح ایک درست بنیاد بن سکتے ہیں کہ اپریل 1993 کے بعد تلنگانہ کے علاقے سے بھینسوں کی خاطر خواہ واپسی کا مویشیوں کی دولت پر منفی اثر نہیں پڑے گا۔

(iv) مرکزی حکومت کی رپورٹ بڑی حد تک 29 نومبر 1994 کو حکومت آندھرا پردیش کے امور حیوانات ڈائریکٹر سری ایم یوگی ریڈی کے خط اور فراہم کردہ مواد سے متاثر ہے۔ مذکورہ سری یوگی ریڈی اگلے دن سبکدوش ہو رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ اسے بین وزارتی کمیٹی یا حکومت ہند کی طرف

سے، جیسا بھی معاملہ ہو، کوئی رپورٹ پیش کرنے کے لیے کہا گیا، اس نے مذکورہ رپورٹ غیر مہذب جلد بازی میں بھیج دی۔ اس پہلو پر حکومت آندھرا پردیش کے امور حیوانات اور ماہی پروری کے پرنسپل سکریٹری نے 28 اگست 1995 کو اپنے خط میں ڈاکٹر کرشنا اشرت، ڈائریکٹر مویشی پروری، آندھرا پردیش، حیدرآباد (سری یوگی ریڈی کے جانشین) کو مخاطب کرتے ہوئے منفی تبصرہ کیا ہے۔ مذکورہ خط میں کہا گیا ہے کہ "آپ کے پیشرو نے اپنے ڈو کے ذریعے حکومت ہند کو ایک خصوصی رپورٹ بھیجی تھی۔ ایل آر۔ نمبر 25142/ dt، 6/94 D-29-11-1994 (ان کی سبکدوشی سے صرف ایک دن پہلے) الکبیر ایکسپورٹ لمیٹڈ جیسے متنازعہ مسئلے پر، حکومت کا کوئی حوالہ دیے بغیر، حالانکہ اس معاملے پر عوامی احتجاج کے پیش نظر ڈائریکٹوریٹ اس موضوع کی حساس نوعیت سے بخوبی واقف ہے۔ "خط میں اس کے مطابق امور حیوانات ڈائریکٹر سے درخواست کی گئی کہ وہ ریکارڈ کی جانچ پڑتال کریں اور ان افراد پر ذمہ داری طے کریں جو حکومت آندھرا پردیش کے حوالے کے بغیر براہ راست حکومت ہند کو ایسی غیر مجاز رپورٹیں بھیجنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سری یوگی ریڈی کی طرف سے بھیجی گئی رپورٹ اور مرکزی حکومت کی طرف سے اس عدالت میں پیش کی گئی رپورٹ کے ساتھ احاطے کے مندرجات کا موازنہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مرکزی حکومت کی رپورٹ مذکورہ سری یوگی ریڈی کی طرف سے فراہم کردہ رپورٹ اور مواد سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے اور بڑی حد تک متاثر ہوتی ہے۔ چونکہ سری یوگی ریڈی کی رپورٹ کو حکومت آندھرا پردیش نے "غیر مجاز" قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے، اس لیے مذکورہ رپورٹ پر انحصار نے مرکزی حکومت کی رپورٹ کو خراب کر دیا ہے۔

(v) مرکزی حکومت کی رپورٹ میں اس مسئلے کے مرکز میں موجود موروثی تضاد کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔ آندھرا پردیش پروہیبیشن آف گاؤ سلاوٹر اینڈ اینیمل پریزرویشن ایکٹ، 1977 کی توضیحات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ جانوروں کا ذبح (جس میں بھینس، نر اور مادہ دونوں اور ان کے بچھڑوں کو شامل کرنے کی تعریف کی گئی ہے) جو (a) افزائش نسل، یا (b) خشک سالی یا کسی بھی قسم کی زرعی کارروائیوں، یعنی (c) دودھ دینا یا اولاد پیدا کرنا ممنوع ہے۔ اس موضوع پر عدالت کے فیصلوں کا بھی یہی مقصد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف بوڑھی اور کمزور بھینسوں کو ذبح کرنے کے لیے دستیاب ہے جبکہ الکبیر کو جدید ترین ذبح خانہ کہا جاتا ہے اور اس سے حاصل ہونے والا گائے کا گوشت خصوصی طور پر برآمد کے لیے ہوتا ہے۔ کیا یہ مانا جا سکتا ہے کہ الکبیر خود کو بوڑھی اور کمزور بھینسوں تک محدود رکھے گا۔ بیرون ملک کوئی بھی ایسی بوڑھی اور کمزور بھینسوں کا گوشت خریدنا یا کھانا نہیں چاہے گا۔ انہیں تازہ اور صحت مند گائے کے گوشت کی ضرورت ہوگی جو صرف نوجوان

اور صحت مند بھینسوں سے حاصل کی جا سکتی ہے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔اس موروثی تضاد کو محسوس کرنے میں ناکامی نے مرکزی حکومت کی رپورٹ کو خراب کر دیا ہے۔اس کے برعکس کرشنن کمیٹی کی رپورٹ میں اس پہلو پر خاص زور دیا گیا ہے۔

یونین آف انڈیا کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل سری گوسوامی اور الکبیر کے فاضل وکیل شری گوپال سبرامنیم نے مذکورہ عذرات کی درستگی متدعویہ کیا اور کہا کہ اس منصوبے کو حکومت ہند کی ایکسپورٹ پروموشن اسکیم کے حصے کے طور پر منظوری اور فروغ دیا گیا ہے۔درحقیقت پارلیمنٹ نے زرعی پروسیسنگ ایکسپورٹ کو نافذ کیا ہے۔ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ، 1986 (APEDA) گائے کے گوشت اور گوشت سمیت زرعی مصنوعات کی برآمدات کو فروغ دینے اور اس یونٹ کے قیام کی اجازت دینے سے پہلے ماحولیاتی اور دیگر تمام پہلوؤں کو پوری طرح سے مد نظر رکھا گیا ہے۔

جہاں تک حکومت آندھرا پردیش کا تعلق ہے، اس کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل سری انل کمار نے حکومت سے موصولہ ہدایات پر خاص طور پر کہا ہے کہ حکومت آندھرا پردیش کرشنن کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ کھڑی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ حکومت ہند کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ کے ذریعے درج کردہ مواد اور نتائج کی مخالفت کرتی ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ ریاست آندھرا پردیش اور آندھرا پردیش آلودگی کنٹرول بورڈ کی ستمبر 1994 میں دائر رٹ پٹیشنوں میں (یعنی 25 اکتوبر 1994 کے ہمارے حکم سے پہلے)، حکومت آندھرا پردیش نے ایک مختلف نظریہ اختیار کیا تھا۔اس نے الکبیر کے قیام اور کام کاج کی مکمل حمایت کی تھی۔

ہماری رائے ہے کہ اپیل گزاروں کے لیے فاضل وکیل کی پیشکشیں کافی اہمیت کی حامل ہیں۔حکومت ہند کی طرف سے پیش کردہ اس رپورٹ کی بنیاد بننے والے اعداد و شمار واقعی ہمارے سامنے موجود مسئلے سے متعلق نہیں ہیں۔جیسا کہ اپیل گزاروں کے ماہر وکیل نے صحیح طور پر بتایا، الکبیر نے صرف اپریل 1993 میں کام کرنا شروع کیا، اور اس کے کام کاج کے اثرات اور اثرات تب ہی معلوم ہوں گے جب الکبیر کے کام کرنا شروع کرنے کے بعد ایک یا دو سال کے عرصے میں بھینس کی آبادی کی دستیابی اور / یا کمی کے اعداد و شمار کا مطالعہ کیا جائے۔صرف یہ ظاہر کرنا کہ 1987 اور 1993 کے درمیان بھینسوں کی آبادی میں معمولی اضافہ ہوا ہے، نہ تو یہاں ہے اور نہ ہی وہاں۔یہاں تک کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ 1993 کے اعداد و شمار ستمبر-اکتوبر 1993 تک کے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہیں، تو اس میں الکبیر کے کام کرنے میں صرف چھ ماہ لگیں گے۔الکبیر کے مویشیوں کی کمی پر کام کرنے کے مناسب اثرات، اگر کوئی ہوں، تب ہی معلوم ہوں گے جب تلنگانہ کے علاقے میں یا ضلع

میدک (جہاں مذکورہ یونٹ واقع ہے) سے متصل علاقوں میں مویشیوں کی مردم شماری کے اعداد و شمار پر غور کیا جائے، جیسا کہ معاملہ ہو، الکبیر کے کم از کم دو سال کام کرنے کے بعد۔ مختصراً، اپریل 1995 کے بعد حاصل ہونے والی حیثیت ہی صحیح تصویر دے گی۔ ہم اپیل گزاروں کے وکیل کی اس دلیل کو بھی مسترد نہیں کر سکتے کہ حکومت ہند کی رپورٹ اس وقت کے ڈائریکٹر امور حیوانات پروری، حکومت آندھرا پردیش، سری یوگی ریڈی کی رپورٹ سے کافی حد تک متاثر ہے، جس کی رپورٹ کو حکومت آندھرا پردیش کے خصوصی سکریٹری نے "غیر مجاز" قرار دیا ہے، اور اس طرح حکومت نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ حکومت ہند کی رپورٹ کے مطابق، الکبیر کی ضرورت ہر سال 1.5 سے 2.0 لاکھ بھینسوں کی ہوتی ہے، جو کہ کوئی غیر معمولی تعداد نہیں ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے جسے اپیل گزاروں کے وکیل بر آمد کے لیے درکار گائے کے گوشت کے کوالٹی اور معیار اور آندھرا پردیش کے گائے ذبح اور جانوروں کے تحفظ کے قانون 1977 کی توضیعات اور اس عدالت کے فیصلوں کے اثر کے درمیان موروثی تضاد کہتے ہیں، جو صرف بوڑھی اور کمزور بھینسوں کو ذبح کرنے کے لیے چھوڑتا ہے۔ لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب ہے کہ حکومت ہند سے آندھرا پردیش کے تلنگانہ کے علاقے اور الکبیر سے ملحقہ علاقوں میں بھینسوں کی آبادی پر الکبیر کے کام کرنے کے اثرات اور اثرات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک نئی رپورٹ بھیجنے کے لیے کہا جائے، الکبیر کی طرف سے عمل شروع ہونے کے دو سال بعد۔ ہمارے لیے اب پیش کی گئی رپورٹ کی بنیاد پر کوئی حتمی حکم جاری کرنا ممکن نہیں ہے، جو کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، 1987 سے 1993 کی مدت کے لیے بھینسوں کی آبادی سمیت مویشیوں کی آبادی کے اعداد و شمار / مردم شماری کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس کے مطابق، ہم مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ یہاں کیے گئے مشاہدات کی روشنی میں چھ ماہ کے اندر ایک نئی رپورٹ پیش کرے۔

مزید احکامات زیر التواء اور ہمارے سامنے رکھے گئے مواد کی روشنی میں، ہم ہدایت کرتے ہیں کہ یکم اپریل 1997 سے الکبیر صرف نصف نصب شدہ صلاحیت پر کام کرے گا نہ کہ اپنی مکمل نصب شدہ صلاحیت پر۔ حکومت ہند، ریاستی حکومت اور آندھرا پردیش آلودگی کنٹرول بورڈ اس ہدایت کی تعمیل کو یقینی بنائیں گے۔

چھ ماہ کے بعد فہرست بنائیں۔

معاملہ نمٹادیا گیا۔